مولانا احمد سعید صاحب لدھیانویؒ المعروف ببر شیر کے متعلق چند یادیں

مولانا احمد سعید لدھیانویؒ سے پہلی ملاقات میرے بڑے تایا مفتی ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سنہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر میں ساہیوال میں ہوئی۔ راقم کی عمر ۱۶ برس تھی۔ تاہم عمر کم ہونے کے باوجود بزرگوں سے محبّت خاندانی وراثت میں پائی تھی۔

مولانا احمد سعید صاحبؒ کے والد مولانا یحییٰ لدھیانویؒ تعزیت کے لیے آئے ہوئے تھے اور مولانا احمد سعید صاحبؒ زمین پر بیٹھ کر ان کے پاؤں دبا رہے تھے۔ کبھی کبھار مولانا یحییٰ صاحبؒ ان کو سخت انداز میں ڈانٹ بھی رہے تھے لیکن مولانا احمد سعید صاحبؒ انتہائی مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر دباتے رہے۔ مولانا یحییٰ صاحبؒ انتہائی دل چسپ انداز میں اپنے شکار کے واقعات بیان فرما رہے تھے۔ یہ واقعہ مولانا یحییٰ صاحبؒ کے انتہائی دل چسپ انداز کے باعث ہی یاد ہے۔ مولانا یحییٰ صاحبؒ کی شخصیت انتہائی پُراثر اور چہرہ نورانی تھا۔ شاید اس موقع پر مولانا احمد سعید صاحبؒ کے بھائی بھی آئے ہوئے تھے لیکن میرا خصوصی تعلق ان کے بڑے بھائی آغا خالد صاحب سے تھا جو کہ میرے تایا میاں عبدالوارث مرحوم کے بہت عزیز دوست بھی تھے۔

ان کے ساتھ دوسری ملاقات اندازاً شاید ۱۹۸۷ء میں ہوئی جب وہ لاہور میں ہمارے مزنگ روڈ والے گھر میں ایک دن کے مہمان تھے۔ رات کو جب میں کمرے میں سونے کے لیے لیٹا تو اچانک اٹھ کر مجھے پریشانی میں کہا مشہود بھائی! میرے پاؤں آپ کے سر کی طرف ہیں۔ میں حیران ہوا کہ احمد سعید صاحبؒ اس قدر نفیس انسان ہیں کہ یہ بھی محسوس کر رہے تھے کہ ان کے پاؤں میرے سر کی طرف ہیں۔ صبح ناشتہ لے کر گیا تو تھوڑی سی دیر کے لیے سیڑھیوں سے چند قدم نیچے آئے اور میری والدہ مرحومہ کو فرمایا کہ چچی جان! ببر شیر کے لیے صرف ایک انڈا؟ والدہ مرحومہ نے معذرت کرتے ہوئے فوراً ایک اور انڈا بنا کر دیا۔ ان کی یہ دلچسپ باتیں ابھی تک خصوصی طور پر یاد ہیں۔ تاہم اس دن دورانِ گفتگو وہ بزرگوں کے واقعات بھی سنا رہے تھے جو کہ اب یاد نہیں رہے۔

اندازاً دوپہر کے وقت میں ان کو موٹر سائیکل پر لاری اڈّے چھوڑنے گیا اور حمزہ صاحب کے بارے میں دریافت کیا جو کہ اس وقت ممبر نیشنل اسمبلی تھے۔ بس یہ فرمایا کہ حمزہ صاحب انتہائی بے مروت شخص ہیں۔ یہ بھی فرمایا تھا کہ انھوں نے میرے تایا

مفتی ضیاء الحسنؒ سے کہا تھا کہ آپ علمائے لدھیانہ کی تاریخ لکھوا دیں جس کے جواب میں مفتی صاحب نے کہا کہ کبھی فرصت کے اوقات میں کسی پر فضا مقام پر جاکر لکھواؤں گا لیکن ان کی زندگی نے وفا نہیں کی۔ میرے ذاتی خیال میں مفتی ضیاء الحسنؒ کے پاس تو اپنی ذات کے لیے بھی وقت نہیں تھا۔ مفتی صاحب خدمتِ خلق اور سیاسیات میں انتہائی مصروف رہتے تھے حتیٰ کہ والد صاحب بتاتے ہیں کہ رات کو اکثر ۱۲ بجے کے قریب گھر آتے تھے اور صبح ۶ بجے ہی مختلف دوروں کے لیے نکل جاتے تھے۔ والد صاحب کے خیال کے مطابق یہی کم آرام ان کے فالج اور وفات کا باعث بنا۔

مولانا احمد سعید صاحبؒ کا حلیہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملتا جلتا تھا۔ ویسی ہی بھاری بھر کم جسامت اور لمبے بال تھے۔ میرا اندازہ ہے کہ شاید انھوں نے شاہ صاحب کی محبت میں ان جیسا لباس اور حلیہ اختیار کیا تھا۔ غالباً ۱۹۸۷ء میں میں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سوانح عمری کے متعلق شورش کاشمیریؒ کی کتاب دیکھی تو شاہ صاحب کی تصویر دیکھ کر میں سمجھا کہ شاید یہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ ہیں۔ اس لیے کہ مولانا احمد سعید صاحبؒ کا حلیہ بھی بالکل ویسا ہی تھا۔ والدہ مرحومہ نے فرمایا کہ یہ شاہ صاحب ہیں اور ان کے ساتھ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ مولانا حبیب الرحمٰنؒ یہ ہیں۔

ان کے ساتھ آخری ملاقات ۲۰۱۱ء میں ہوئی جب میں بھی سخت بیمار تھا لیکن میں انھیں ڈھونڈ کر ان کے گھر پر لاہور میں ملا تھا۔ اس وقت میں نے ایک ویڈیو بھی ریکارڈ کی تھی جو کہ یوٹیوب پر علمائے لدھیانہ چینل پر موجود ہے۔ دل کی تکلیف کے بارے میں بتا رہے تھے۔ ذہنی طور پر ملکِ عدم جانے کی تیاری تھی۔ میرا اندازہ ہے کہ مجھے صحیح طور پر پہچانے نہیں لیکن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کا پوتا ہونے کا سن کر چند سرسری یادداشتیں بیان فرمائیں۔

مولانا احمد سعید صاحب لدھیانویؒ کے بارے میں مولانا سمیع الحقؒ اکوڑہ خٹک نے ان کے سفر کا واقعہ اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے جو کہ مکمل یاد نہیں لیکن اتنا یاد ہے کہ ان کی انتہائی سادگی کے بارے میں ہی تھا۔ جمیعت علمائے اسلام کے پرانے رسائل پڑھنے کے دوران چند مقامات پر ان کے والد اور بھائیوں کے واقعات اور بیانات ملتے ہیں۔ اپ کے بارے میں بھی شاید لکھا تھا کہ فیصل آباد جمیعت کے ناظم رہے۔

مولانا احمد سعید صاحبؒ شعلہ بیان مقرر تھے، میں نے آج تک کسی مقرر کو ایسا شعلہ بیان نہیں دیکھا۔ ان کی خود نوشت

سوانح حرف بحرف میں یا ترجمان اسلام میں جمعیت علمائے اسلام سے ان کی وابستگی اور ان کو جمعیت سے نکالے جانے کا واقعہ پڑھا ہے۔ راقم کے خیال میں علمائے لدھیانہ کے افراد کو جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ساتھ تعلق مولانا احمد علی لاہوریؒ اور میرے دادا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کی وفات کے بعد ختم کر دینا چاہیے تھا۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے بانیان مولانا احمد علی لاہوریؒ، مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور مولانا عبد الحنان ہزارویؒ کے بعد اس کا زوال ہی ہوا۔

میں نے سنہ ۲۰۱۱ء میں اپنے تایا میاں عبد الوارثؒ سے سوال کیا تھا کہ مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کی وفات کے بعد دادا مرحوم نے اس کو کیوں خیر آباد کہہ دیا تھا؟ اس کے جواب میں تایا مرحوم نے فرمایا کہ اس میں ہلکے لوگ آ گئے تھے۔

علمائے لدھیانہ کے خاندان کے لوگوں کو جمعیت کے مفاد پرستوں سے دور رہنا چاہیے۔ اللہ ان کو سمجھ عطا کرے اور اپنے بزرگوں کے واقعات پڑھنے اور اللہ والوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شکریہ

مشہود احمد

دیکھیے ترجمانِ اسلام مولانا لاہوری نمبر